

ہمارے ایک احمدی طفل کا ذہن بھی تباہ نہیں ہونا چاہیے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ فروری ۱۹۷۹ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

آج میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے کمزوری محسوس کر رہا ہوں۔ اس لئے میں مختصراً کچھ کہوں گا لیکن کہوں گا ایک نہایت ہی اہم معاملہ کے متعلق اور وہ معاملہ ہے ہمارے بچوں کا جن کو ہم اپنی اصطلاح میں اطفال الاحمدیہ کہتے ہیں یعنی احمدیت کے بچے۔ کل فیصل آباد سے بیس کے قریب اطفال مجھے ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے لیکن چونکہ ملاقاتی بہت سے ہوتے ہیں۔ اس لئے میں اپنی خواہش کے مطابق ان کو وقت نہیں دے سکا تھا تھوڑا سا وقت انہیں دیا تھا ان سے میں نے کچھ باتیں سیکھیں اور انہی کے متعلق میں اس وقت کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

ایک تو میں نے ان سے یہ بات سیکھی کہ والدین اپنے بچوں کی صحت کا پورا خیال نہیں رکھتے۔ بچوں کی غذا میں ایک ضروری حصہ دودھ کا ہے۔ دودھ کے اندر ایک ایسا کیمیاوی جزو ہے جس کا دماغ کے ساتھ تعلق ہے۔ حافظے اور ذہن دونوں کے ساتھ تعلق ہے ابھی تک سائنس نے معلوم نہیں کیا کہ وہ کیا چیز ہے لیکن کوئی ایسی چیز ہے جس کا تعلق ذہن کے ساتھ ہے یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ گائے کا دودھ پینے والے بچے بھینس کا دودھ پینے والے بچوں کے مقابلہ میں زیادہ ذہین ہوتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ دودھ میں کوئی ایسی چیز ہے جو ذہن کی پرورش کرتی ہے اور بھینس کے مقابلہ میں گائے کے

دودھ میں وہ چیز زیادہ ہے اور بچے کے لئے دودھ پینا ضروری ہے کیونکہ جس طرح یہ اس کے دوسرے جسمانی اعضاء کی نشوونما کی عمر ہے اسی طرح یہ اس کے ذہن کی نشوونما کی بھی عمر ہے۔ ہمارے ملک میں ایک مشکل ہے اور اسی کے متعلق میں نے ان سے سوال بھی کیا تھا۔ میں نے پوچھا کہ کیا تم دودھ پیتے ہو؟ تو مجھے جواب تسلی بخش نہیں ملا۔ میں نے انہیں کہا کہ میں اس لئے یہ سوال کر رہا ہوں کہ آجکل دودھ کی بجائے کچی لسی مہیا ہے۔ دودھ تو اسے کہتے ہیں جو بھینس یا گائے کے تھنوں سے نکلے اور خالص شکل میں ہمیں ملے لیکن اگر دودھ بیچنے والے اس میں ۶۰ فیصد پانی کی ملاوٹ کر دیں تو وہ دودھ اس شکل میں تو نہ رہا جس میں خدا تعالیٰ نے انسان کی صحت کو قائم رکھنے کے لئے اسے پیدا کیا تھا بلکہ وہ تو کچی لسی بن گیا۔ (کچی لسی ہمارا محاورہ ہے جسے سب جانتے ہیں) کراچی کے ایک عزیز دوست نے مجھے ایک لطیفہ سنایا انہوں نے بتایا کہ ان کے قریب گو جڑ رہتے تھے انہوں نے ان کو کہا کہ تم جو مرضی قیمت لے لو مگر ہمیں بچوں کے لئے خالص دودھ چاہیے وہ ہمیں دے دیا کرو۔ تو انہوں نے کہا کہ خالص دینا تو بڑا مشکل ہے ہم یہ کر سکتے ہیں کہ اٹھنی فی سیر زیادہ لے لیں اور پانی ۶۰ فیصد کی بجائے صرف ۴۰ فیصد ملایا کریں۔ بڑے پیمانہ پر یہ انتظام تو خدا تعالیٰ ہی کر سکتا ہے کہ قوم کو یہ عقل دے کہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں اپنے ہاتھ سے ایسی ملاوٹ نہ کیا کریں جس سے ان کی افادیت کم ہو جائے یا نقصان دہ بن جائیں کیونکہ پانی ملانے والے ضروری نہیں کہ صاف پانی ملائیں بعض دفعہ جو ہڑکا پانی چھپڑوں کا پانی ملا دیتے ہیں جن میں بیماریوں کے کیڑے ہوتے ہیں، مضر صحت پانی ہوتا ہے وہ دودھ کے اندر ملا دیا جاتا ہے۔ بہر حال اس وقت تو مجھے اپنے بچوں سے غرض ہے میں ہر خاندان سے یہ کہوں گا اور چونکہ میں جانتا ہوں کہ بہت سے ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو دودھ پلانے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں اس لئے میں صرف ہر خاندان کو نہیں بلکہ ہر خاندان کے ساتھ ہر جماعت کو کہوں گا کہ وہ یہ دیکھیں کہ ہمارے بچوں کو جن کی چھوٹی عمر ہے اس وقت میں ویسے ۷ سے ۱۵ سال کے بچوں کا ذکر کر رہا ہوں لیکن دودھ پینے کے لحاظ سے تو پیدائش کے وقت سے اس کو اچھا دودھ ملنا چاہیے ان کو بھی اس میں شامل کر لیں کہ ہمارے بچوں کو اچھا دودھ ملے اور ملے۔ یعنی ایک تو دودھ ملے دوسرے اچھا ملے۔ جتنا کوئی پی سکتا ہے پیئے۔

ایک بچے سے میں نے پوچھا کہ تم بتاؤ تمہارے خیال میں انسان زیادہ سے زیادہ کتنا دودھ پی سکتا ہے تو بڑے سوچ کے بعد اس نے کہا آدھ سیر۔ میں نے اس کو کہا ہمارے ایک سندھ میں منشی تھے وہ ایک جگہ دعوت پہ گئے۔ میزبان بھول گیا کہ انہوں نے دعوت کی ہوئی ہے اور گھر پہ نہیں تھا۔ انہوں نے گھر والی سے پوچھا کہ تمہارے ہاں بھینسیں ہیں کتنا دودھ تمہارے پڑا ہے۔ وہ مٹی کے برتن ہوتے ہیں ناجن میں زمیندار دودھ رکھتے ہیں تو انہوں نے کہا تین برتنوں میں دودھ ہے کوئی ہوگا بیس سیر کے قریب کم از کم۔ تو انہوں نے کہا اچھا پھر کھانا تو میں تمہارے ہاں نہیں کھا سکتا کیونکہ تم نے تیار ہی نہیں کیا تو یہ دودھ پی لیتا ہوں۔ انہوں نے ایک چاٹی اٹھائی اور (عجیب نام ہے اس کا اس وقت ذہن سے نکل گیا) اور وہ پی گئے پھر دوسری اٹھائی پی گئے پھر تیسری اٹھائی پی گئے کوئی بیس سیر دودھ انہوں نے پی لیا اور کہا جب تمہارے میاں آئیں کہہ دینا کہ میرا قرض ہے ان پر۔ انہوں نے مجھے دعوت پر بلایا تھا اور کھانا نہیں کھلایا۔

تو ایسے استثناء بھی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم آدھ سیر دودھ تو ہر بچے کو ملنا چاہیے اور کتنا ملنا چاہیے اس کا انحصار، آدھ سیر سے جو زائد جتنا ملنا چاہیے اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ استطاعت ہے اس کے ماں باپ کو آدھ سیر سے زیادہ دودھ پلانے کی یا نہیں۔ دوسرے یہ کہ اس میں یہ طاقت ہے یا نہیں کہ وہ آدھ سیر سے زیادہ دودھ ہضم کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس کو اتنا، اس سے زیادہ تو نہیں ملنا چاہیے جسے وہ ہضم ہی نہیں کر سکتا۔ صحت کے لئے بنیادی طور پر دو چیزوں کی ضرورت ہے صحیح غذا اور غذا کا ہضم۔ اگر آپ کسی بچے کو یا بڑے کو اس کے مناسب حال بہترین غذا دے دیں لیکن اس کی زندگی کچھ اس قسم کی ہو کہ وہ اس غذا کو ہضم نہ کر سکے، کھانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ تو فضلے میں باہر نکل جائے گا سارا کچھ۔

ایک امریکہ میں بہت ریسرچ ہوئی، بہت بڑی ریسرچ۔ وہ تو بڑی امیر قوم ہے وہ جو ڈاکٹر ریسرچ میں لگ جائیں ان کو بڑے پیسے مل جاتے ہیں ریسرچ کے لئے۔ دس پندرہ ڈاکٹر پندرہ بیس سال ریسرچ کرتے رہے بچوں کی نیوٹریشن (Nutrition)، بچوں کی غذا پر اور جو نتیجہ نکالا انہوں نے اس کا خلاصہ ایک فقرے میں انہوں نے۔ کتاب شائع کی اپنا Paper شائع کیا ایک فقرے میں یہ نکالا کہ کھانے کے لحاظ سے ۱۸ سال کی عمر تک انسان بچہ ہے اور

اس عمر تک جو طبی لحاظ سے ہم نے ریسرچ کی اور حقیقت کو پایا وہ یہ ہے کہ ۱۸ سال کی عمر تک جس وقت جس چیز کی جتنی مقدار میں خواہش پیدا ہو وہ ملنی چاہئے تب اس کی صحت ٹھیک رہے گی۔ ہمارے ملک میں تو یہ ممکن نہیں میرے خیال میں، میں نے بڑا سوچا کہ ہر پاکستانی اس پر تو عمل نہیں کر سکتا۔ ہزار ہا روکیں ہیں قوم کو صحت مند بنانے کے راستہ میں لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ جس حد تک ہم اپنی نسلوں کو صحت مند بنا سکتے ہیں اتنی بھی نہ بنائیں۔ اس لئے میں ہر خاندان اور ہر جماعت کو کہتا ہوں کہ توجہ کریں، توجہ دلائیں جہاں تک ممکن ہو انتظام کریں کہ اطفال الاحمدیہ کو روزانہ کم از کم آدھ سیر دودھ ملے اور کوشش کریں کہ کم سے کم ملاوٹ والا ملے۔

دوسرے یہ کہ جو وہ کھاتے ہیں اس کے ہضم کے لئے ان کو ورزش کرنی چاہئے۔ یہ بھی انتظام ہونا چاہئے نگرانی ہونی چاہئے کہ پوری ورزش کر لیتے ہیں۔ ورزش کچھ تو ہے اجتماعی، ٹیمیں بنتی ہیں فٹ بال، کرکٹ وغیرہ کی۔ ورزشیں ہیں جن کے لئے Play Grounds چاہئیں کھیل کے میدان چاہئیں۔ ورزشیں ہیں جن کے لئے پانی چاہئے کشتی رانی وغیرہ لیکن بعض ایسی ورزشیں ہیں جن کے لئے اس قسم کا کوئی سامان نہیں چاہئے۔ اصل مقصد ہے ورزش کرنا تاکہ کھانا ہضم ہو جائے اور چلنا جسے انگریزی میں Walk کہتے ہیں، پیدل چلنا تیز، تیز تیز چلنا بڑی اچھی ورزش ہے۔ دوڑنا اس کے لئے بھی کسی کھیل کے میدان کی ضرورت نہیں۔ چلنے کے لئے تو بچے سیر کے لئے نکلیں۔ میلوں کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قریباً آخری عمر تک آٹھ۔ دس میل روزانہ کی سیر کرتے تھے۔ الا ماشاء اللہ۔ کوئی ضروری کام ہو جائے۔

یہ تو ان کی بنیادی جو ضرورت وہ میں نے بتادی۔ باقی کام خدام الاحمدیہ اور جماعتوں کا ہے۔ مناسب غذا جس میں دودھ ضرور ہو اور مناسب ورزش جس سے ان کا کھانا ہضم ہو جائے۔ بعض بچے ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے اندر کوئی کمزوری لمبی بیماری کی وجہ سے یا لمبی بے پرواہی کی وجہ سے یا غفلت کے نتیجہ میں آجاتی ہے وہ بیماری مثلاً خون کی کمی وغیرہ وغیرہ۔ بہت ساری اس قسم کی بیماریاں ہیں۔ جو تو Acute ٹائیفائیڈ، ملیریا وہ تو بیماری چینی ہے بچے بھی چینٹا ہے ماں باپ بھی چینتے ہیں اور ڈاکٹر آجاتا ہے حکیم آجاتا ہے۔ اس کا بہر حال علاج ہوتا ہے لیکن عام کمزوری جو ہے اس کا خیال رکھنا بڑا ضروری ہے۔ میرا تجربہ ہے بڑا لمبا۔ میں تعلیم

کے میدان میں رہا ہوں کہ کمزور جسموں والے بچے ذہین ہونے کے باوجود محنت نہ کر سکنے کی وجہ سے اچھے نمبر نہیں لیتے اور ہمارے ذہن جو خدا تعالیٰ کی اتنی عظیم عطا ہے قوم کے لئے وہ ضائع ہو جاتے ہیں۔ تو ایسے بچوں کو جن کی صحت مجموعی طور پر کمزور ہے ان کا خیال رکھنا۔ بہت ساری ہومیوپیتھک کی ایسی دوائیں ہیں یا Salts ہیں 12 Tissue remedies میں کہ جو مثلاً خون کی کمی ہے اس کو وہ دور کر دیتے ہیں۔ میں نے بعض بچوں میں دیکھا ہے کہ چند ہفتوں کے اندر بالکل زرد چہروں والے بچے سرخ سفیدان کے رنگ نکل آتے ہیں۔ محاورہ ہے خون ٹپکتا ہے ان کے گلے سے وہ شکل ان کی بن جاتی ہے۔ خیال رکھنے کی بات ہے تو غذا ورزش اور صحت کے خیال رکھنے کے لئے ضروری ادویہ یا ادویہ سے ملتی جلتی چیزوں کا استعمال ذہنی حفاظت کے لئے بچوں کی یہ ضروری ہے۔ نہایت ضروری ہے، بہت ہی نہایت ضروری ہے کہ ان کی اخلاقی نگرانی کی جائے۔ آوارگی ذہنوں کو تباہ کر دیتی ہے۔ ہمارے احمدی طفل کا ایک ذہن بھی تباہ نہیں ہونا چاہیے برباد نہیں ہونا چاہیے۔ اس واسطے ان کی اخلاقی نگرانی ہونی چاہیے اور ان کے کانوں میں پیار کے ساتھ، محبت کے ساتھ ایسی باتیں ڈالنی چاہئیں کہ جن سے ان میں احساس پیدا ہو کہ ہم احمدی بچے بااخلاق بچے ہیں۔ ہم دنیا کے بچوں کی طرح لاوارث بچے نہیں جن کے اخلاق کی پرواہ کرنے والا دنیا میں کوئی نہیں۔ ہم احمدی بچے وہ ہیں جن کی پرواہ کرنے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور آپ نے ایک تعلیم دی جو بچوں کے اخلاق کو سدھارنے والی بھی ہے اور ایک جماعت پیدا ہو گئی جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلنے کے لئے تیار رہتی ہے۔ ان کو یہ احساس پیدا ہونا چاہیے۔ ان کو اخلاق کے متعلق بتانا چاہیے۔ اس کے لئے خدام الاحمدیہ کو اور دوسرے ہمارے جو پڑھے لکھے لوگ ہیں ان کو مشورہ کر کے چھوٹی چھوٹی بچوں والی کتابیں لکھنی چاہئیں۔ ہر شعبہ زندگی کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم بھی دی اور ہمارے لئے آپ اسوہ بھی بنے۔ ان کو ہم آداب کہتے ہیں، کھانے کے آداب ہیں پینے کے آداب ہیں اٹھنے کے آداب ہیں بیٹھنے کے آداب ہیں لباس پہننے کے آداب ہیں بات کرنے کے آداب ہیں۔ کونسی بات ہے جس کے آداب نہیں بتائے گئے ہمیں لیکن کون سے ہیں وہ خاندان جو سارے کے سارے ایسے آداب

جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو بااخلاق بنانے کی بنیاد قائم کرنے کے لئے ہمیں بتائے تھے ہم بچوں کو بتاتے ہیں بڑوں کو بھی نہیں بتاتے بعض دفعہ۔ بازاروں میں پھرنے کے آداب، بازاروں میں یہ کرنا ہے یہ نہیں کرنا آنکھیں نیچی رکھنی ہیں یہ کرنا ہے۔ دکانوں پہ کھڑے ہو کر کھانا نہیں کھانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ یہ پسندیدہ نہیں۔ اب تو کھڑے ہو کر وہیں بوتل یوں کھول کر پینے والے غٹ غٹ پی جاتے ہیں تو ہمیں تو بتاتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ تھا ایک لطیفہ اور سنا دوں آپ کو۔ لاہور میں رہے ہم جب تک ۱۹۵۴ء کے شروع میں میں آ گیا تھا کالج تعمیر کرنے کے لئے پھر ہمارا کالج بھی آ گیا۔ ایک دکاندار سے حسب ضرورت میں پھل خریدتا تھا۔ دکانداروں کی عادت ہے کہ اسی وقت پھل کی خوبی بتانے کے لئے کوئی اچھا سا انہوں نے مثلاً میں نے سیب لینا ہے تو انہوں نے چن کر اچھا سیب رکھا ہوا ہوتا ہے۔ یوں کاٹ کے تو ایک پھاڑی کر دیں گے دیکھیں میرے پاس بہت اچھے سیب ہیں۔ میں نے ایک دکاندار کو منتخب کیا میں نے کہا بات یہ ہے کہ میں تو بازار میں کھاتا نہیں چکھوں گا نہیں۔ تمہارے اوپر اعتبار کروں گا اس واسطے مجھے اچھی چیز دینا۔ جو تم قیمت کہو گے دے دوں گا۔ تو دیتا رہا مجھے بڑی اچھی چیز۔ ایک دفعہ اس کے دماغ میں پتہ نہیں کیا آیا اس نے کہا یہ تو چکھتا ہی نہیں گھر جا کر تھوڑا سا پھل ہوتا ہے کون واپس آتا ہے دکان پر لڑنے کے لئے تو ہر گندی چیز بھی دے دو۔ گھر جا کر ہی پتہ لگے گا نا اس کو۔ میں، دو تین دفعہ اس نے کیا تو میں نے اس کو کہا کہ تم بڑے بے وقوف ہو میں نے کبھی تم سے قیمت کروائی نہیں۔ میں بحث نہیں کرتا، میرا وقت زیادہ قیمتی ہے پیسے سے۔ تھوڑی سی چیز خریدتا ہوں تمہیں میں نے پہلے سمجھایا تھا میں چکھتا نہیں میں لے جاتا ہوں۔ تو ایک ایسا گاہک تم نے کھو دیا کہ جو تم پر اتنا اعتبار کرنے والا تھا اور لوگ تو تم پر اعتبار نہیں کرتے اور سلام علیکم میں آئندہ تم سے نہیں خریدوں گا۔ پھر اس نے بڑا شور مچایا آجائیں آئندہ نہیں کروں گا میں نے کہا نہیں بس ایک دفعہ ہو گیا۔

تو سڑکوں پر کھانے کی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کم از کم یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسے پسند نہیں فرمایا۔ یہ ایک ناپسندیدہ فعل ہے سڑکوں پر کھانا، گھروں میں کھاؤ، آرام سے کھاؤ، تحمل سے کھاؤ، کھانا بھی زیادہ ہضم ہوتا ہے۔ جو گندی عادت دُنیا نے اپنی نالائقوں کی

وجہ سے بنالی ان کی نقل ضرور کرنی ہے؟ جن کی نقل کرنی چاہیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے اسوہ کو بھول جانا ہے ہم نے؟ تو یہ بچوں کا حق ہے، بچوں کا یہ حق ہے کہ ہم انہیں اسلامی آداب سکھائیں تاکہ ان کے ذہنوں کو بھی، یہ اور مضمون ہے لمبا ہے اشارہ کر سکتا ہوں کہ ذہنوں کی جلا کا بڑی حد تک انحصار اچھے اخلاق پر ہے اگر اخلاق کی حاکمیت ذہانت پر ہوگی تو ذہانت میں جلا پیدا ہوگی اور اگر روحانیت کی حاکمیت اخلاق پر ہوگی تو صحیح اخلاق ہوں گے۔ روحانی باتیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت۔ پہلا بچہ جو سات سال کا ہے اس کو تو حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؒ کی ایک نظم ہے وہ اس کے بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کو سکھا دینی چاہیے یعنی پہلا سبق ان کو یہ دینا چاہیے۔

ہوں اللہ کا بندہ محمد کی امت
ہے احمد سے بیعت خلیفہ کی طاعت
میرا نام پوچھو تو میں احمدی ہوں

یعنی اس بچے کو کہنا چاہیے کہ تم احمدی ہو پتہ ہے احمدی کسے کہتے ہیں؟ کہ جو اللہ کا بندہ ہو اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کی صفات کے غیر محدود جلوے تو ساری دُنیا کے انسان بھی نہیں سمجھ سکتے۔ وہ تو بڑی وسیع چیز ہے لیکن پہلے سبق میں اس کو یہ کہنا چاہیے کہ ہر احمدی طفل اللہ کا بندہ ہے شرک نہیں کرے گا۔ بنیادی بات اس کو، حضرت لقمان نے بھی اپنے بیٹے کو لَاتُشْرِكُ بِاللّٰهِ پھلے سبق دیا تھا نا۔

قَالَ لَقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعْضُهٗ يَبْنٰى لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ
الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ - (لقمن: ۱۳)

دوسری بات۔ پہلا سبق بچے کو ساتویں سال عمر کے، محمد کی امت کہ آ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے ساتھ کوئی بھی شخص کسی نبی کی امت نہیں بن سکتا۔ ساری شریعتیں منسوخ ہو گئیں ان کی امت کیسے بن سکتا ہے صرف ایک عظیم ہستی ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کی امت آ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد کوئی انسان بن سکتا ہے اور وہ بچہ کہے کہ میں آ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے ہوں آپ کے اسوہ کی پیروی کرنے

والا۔ صرف اتنا کہ جو آپ کے اخلاق ہیں وہ میں پیدا کروں گا یہ بھی شاید اس عمر میں بعض بچوں کو سمجھ نہ آئے لیکن ان کو یاد کروادو۔ حفظ کروادو کہ ساری عمر تک اسکو نہ بھولیں اس فقرے کو کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہوں اور سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور اسوہ کی پیروی نہیں کروں گا۔

”ہے احمد سے بیعت“ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مہدی آگئے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس مہدی کو اپنا سلام بھجوایا تھا میں نے اس مہدی کو پہچانا، اس کی بیعت کر لی اس کے ساتھ میرا تعلق ہو گیا اور ایک جماعت اس مہدی نے قائم کر دی اور خلیفہ کی طاعت میں ہوں، بیعت میں ہوں اور یہ میں احمدی ہوں۔ احمدی ہونے کا میرا یہ مطلب ہے اور پھر اسی کو ہم اسی کو پھیلائیں گے۔ اس میں سب کچھ آ گیا اور آٹھ سال تک ہم اس کو تعلیم دیتے چلے جائیں گے۔

اس کے لئے جماعت کو چوکس رہ کر خدام الاحمدیہ کو خصوصاً اور اس سے بھی زیادہ انہی کا حصہ ہے وہ لوگ خدام الاحمدیہ کے جن کا تعلق اطفال الاحمدیہ سے ہے اور ہر خاندان کو۔ یہ بڑا ضروری ہو گیا ہے ہمیشہ ہی یہ ضروری ہے کہ بچے کو ضائع نہ ہونے دیا جائے لیکن اس زمانہ میں کہ وہ جو آج سات سال کا بچہ ہے جس وقت وہ تیس سال کا ہوگا۔ آج سے تیس سال کے بعد تو دنیا میں اسلام کے حق میں اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کے لحاظ سے ایک انقلاب عظیم پنا ہو چکا ہوگا۔ اس وقت کے حالات جو ذمہ داریاں ہمارے بچوں کے کندھوں پر، وہ بچے جو آج سات سال کے ہیں ڈالیں گے ان ذمہ داریوں کو نبانے کی اہلیت اور طاقت اور استعداد اور صلاحیت تو ان کے اندر ہونی چاہئے۔ جماعت، خاندان، انصار، خدام الاحمدیہ، اطفال کے نظام کے عہدیدار، مائیں، بڑی بہنیں، ہر وہ شخص جس کا کسی نہ کسی پہلو سے ایک بچے سے تعلق ہے اور وہ احمدی ہے اس کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر وقت اس بات کو ذہن میں رکھے کہ اس بچے کو ہم نے خدا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تیار کرنا ہے اور ضائع نہیں ہونے دینا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا کرے۔ امین

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)